''علم کثرت حدیث کی بنا پر نہیں بلکہ خوف خدا کی کثرت کے لحاظ سے ہے۔''

سعد بن ابراہیمؒ سے کسی نے پوچھا کہ مدینہ میں سب سے بڑا فقیہہ کون ہے تو فرمایا **اتقاھم لربه** جو اپنے رب سے سب سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔

حضرت ربیع بن انسؒ فرماتے ہیں'' **من لم یخش فلیس بعالم**،''جس آدمی کے اندر خشیت نہیں وہ عالم نہیں۔''

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں۔

ليس العلم عن كثرة الحديث ولكن العلم عن كثرة الخشية.

''علم کثرت حدیث کی بنا پر نہیں بلکہ خوف خدا کی کثرت کے لحاظ سے ہے۔''

اب خشیت کے متعلق ایک صحابی حضرت سعید بن جبیرؓ فرماتے ہیں **الخشية التي تحول بينك وبين معصية الله عزوجل** ''کہ خشیت الٰہی وہ ہے جو تیرے اور معصیت کے درمیاں حائل ہو کر خدا کی نافرمانی سے بچاتی ہے۔

حقیقی بات یہ ہے کہ صحیح عالم خشیت الٰہی کا منبع ہوتا ہے۔ جہاں سے لوگ مستفید ہوتے ہیں۔

امام حسن بصریؒ فرماتے ہیں۔

العالم من خشي الرحمن بالغيب ورغب فيما رغب الله فيه وزهد فيما سخط الله فيه''

عالم وہ ہے جو رحمٰن سے بن دیکھے ڈرتا ہے اور ایسی چیز میں رغبت رکھتا ہے جو اللہ کو مرغوب ہے اور جس کام سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے اس سے الگ ہو جاتا ہے۔

خشیت الٰہی رکھنے والے عالم کی مثال امام غزالی نے یہ دی ہے کہ وہ پھل دار درخت کی طرح ہوتا ہے کوئی اس درخت پر اینٹ یا پتھر پھینکے تو شجر ثمر دار جواب میں پتھر نہیں پھینکتا بلکہ پھل پھینکتا ہے۔

علم تو ایک نور ہے جو آدمی کے دل میں اثر کر کے اس کے دل کو جلا بخشتا ہے اس کے سینے کو منور کرتا ہے۔ دل کو خشیت الٰہی کا مرکز بنا دیتا ہے۔

دوسری مثال یہ کہ خشیت الٰہی رکھنے والے عالم ثمر دار ٹہنی کی طرح ہوتا ہے یعنی ایسی ٹہنی زمین کی طرف جھکی ہوئی ہوتی ہے اور بے ثمر شاخ اوپر اٹھی ہوتی ہے اسی طرح خوف خدا سے عالم جھکا ہوا ہوتا ہے۔ اس میں عاجزی اور انکساری ہوتی ہے خوف خدا سے خالی عالم بے ثمر شاخ کی طرح گردن اکڑا کر چلتا ہے۔ اس میں نخوت اور غرور ہوتا ہے۔ اس لئے کہ علم تو ایک نور ہے جو آدمی کے دل میں اتر کر اس کے دل کو جلا بخشتا ہے اور اس کے سینے کو منور کرتا ہے۔ دل کو خشیت الٰہی کا مرکز بناتا ہے اور اگر کسی کا علم صرف زبان کی حد تک رہے اس کے اندر خشیت الٰہی پیدا نہ ہو تو وہ عالم نہیں بلکہ جاہل ہے۔ امام مالک فرماتے ہیں۔

ان العلم ليس بكثرة الرواية وانما العلم نور يجعله الله في القلب ''علم کثرت روایت کا نام نہیں بلکہ حقیقی علم تو ایک نور ہے جو اللہ تعالیٰ کسی کے دل میں ڈال دے'' اس کی مزید وضاحت امام حسن بصری کے اس فرمان سے ہوتی ہے کہ علم دو طرح کا ہوتا ہے ایک علم اللسان (زبان کا علم) جو ابن آدم کے خلاف خدا کے ہاں دلیل بنے گا دوسرا علم فی القلب ہے (دل میں اتر جانے والا علم) یہی نفع بخش علم ہے کہ۔

تیرے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزول کتاب
گرہ کشاہ ہے نہ راضی نہ صاحب کشاف

بغیر عمل کے علم آدمی کیلئے تباہی کا سبب ہے۔

حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا ہے کہ علماء بد کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی پتھر نہر کے منہ پر رکھ دیا جائے نہ تو وہ خود پانی پیئے گا نہ پانی کو آگے بہنے دے گا۔ کہ کھیتوں اور باغوں کو سیرابی نصیب ہو۔ حضور نے فرمایا معراج کی رات میرا گزر ایسے لوگوں کے پاس سے بھی ہوا جس کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے۔ میں نے پوچھا تم کون ہو کہنے لگے ہم لوگوں کو نیکی کی باتیں بتاتے تھے مگر خود ان پر عمل نہیں کرتے تھے۔ ہم دوسروں کو برائی سے منع کرتے تھے۔ مگر خود ان برائیوں میں ملوث تھے۔

ایک روز شیخ شقیق بلخیؒ نے اپنے شاگرد حاتم اصم سے پوچھا حاتم تم کتنے دنوں سے میرے ساتھ ہو انہوں نے جواب دیا کہ تینتیس سال سے شیخ صاحب نے کہا کہ بتاؤ اتنے طویل عرصے میں آپ نے مجھ سے کیا سیکھا؟ شاگرد نے کہا کہ صرف آٹھ مسئلے شیخ نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میرے اوقات تیرے اوپر ضائع چلے گئے کہ تم نے صرف آٹھ مسئلے سیکھے حاتم نے کہا استاد محترم زیادہ نہیں سیکھ سکا اور جھوٹ بھی نہیں بول سکتا۔

استاد نے کہا اچھا بتاؤ کیا سیکھا ہے؟

حاتم نے کہا:

ا۔ میں نے مخلوق کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ہر کسی کا کوئی محبوب ہوتا ہے قبر تک وہ اپنے محبوب کے ساتھ رہتا ہے لیکن جب قبر میں پہنچ جاتا ہے تو محبوب سے جدا ہو جاتا ہے اس لئے میں نے اپنا محبوب نیکیوں کو بنا لیا جب قبر میں جاؤں گا تو یہ میرا محبوب میرے ساتھ رہے گا۔

۲۔ میں نے خدا کے فرمان پر غور کیا **واما من خاف مقام ربه ونهى النفس عن الهوىٰ . فان الجنة هي المأوىٰ** (سورۃ النازعات)

اور جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر گیا اور اپنے نفس کو خواہشات سے باز رکھا تو جنت اس کا ٹھکانہ ہوگی۔

تو اپنے نفس کو برائیوں سے لگام دی۔ خواہشات انسانی سے بچنے کی محنت کی یہاں تک کہ میرا نفس اطاعت الٰہی پر جم گیا۔

۳۔ لوگوں کو دیکھا کہ اگر کسی کے پاس کوئی قیمتی چیز ہے تو کو سنبھال کر رکھتا ہے اور اس کی حفاظت کرتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کا فرمان دیکھا۔ **ماعندكم ينفدو ما عند الله باق** (سورۃ النحل)

حاتم نے کہا:

میں نے مخلوق کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ہر کسی کا کوئی محبوب ہوتا ہے قبر تک وہ اپنے محبوب کے ساتھ رہتا ہے لیکن جب قبر میں پہنچ جاتا ہے تو محبوب سے جدا ہوجاتا ہے اس لئے میں نے اپنا محبوب نیکیوں کو بنا لیا جب قبر میں جاؤں گا تو یہ میرا محبوب میرے ساتھ رہے گا۔

(جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہوجانے والا ہےاور جو اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے۔)

تو جو چیز مجھے قیمتی ہاتھ آئی اسے خدا کی طرف پھیر دیا تاکہ اسکے پاس محفوظ ہوجائے جو کبھی ضائع نہ ہوگی۔

۴۔لوگوں کو دیکھا تو ہر ایک کا رجحان دنیاوی مال، حسب ونسب اور دنیوی جاہ و منصب پر پایا ان امور میں غور کرنے سے یہ چیزیں ہیچ دکھائی دیں ادھر فرمان الٰہی پڑھا۔ **ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم** (سورۃ الحجرات)

بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیز گار ہے۔ تو میں نے تقویٰ اختیار کیا تاکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت پاؤں۔

۵۔میں نے دیکھا کہ لوگ آپس میں گمان بد رکھتے ہیں ایک دوسرے کو برا کہتے ہیں دوسری طرف فرمان الٰہی دیکھا **نحن قسمنا بینھم معیشتھم** (سورۃ الزخرف)

دنیوی زندگی میں ان کے درمیان ذرائع معیشت تو ہم نے تقسیم کیے ہیں۔

اس لئے میں نے حسد چھوڑ کر خلق سے کنارا کر لیا اور یقین ہوا کہ قسمت صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے لہٰذا خلق کی عداوت سے باز آ گیا۔

۶۔لوگوں کو دیکھا کہ ایک دوسرے سے سرکش اور کشت وخوں کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا تو اس نے فرمایا:

ان الشیطن لکم عدو فاتخذوہ عدوا (سورۃ فاطر) "(درحقیقت شیطان تمہارا دشمن ہے اس لئے تم بھی اسے اپنا دشمن ہی سمجھو)"

اس لئے میں نے صرف اکیلے شیطان کو اپنا دشمن ٹھہرا لیا اور اس بات کی کوشش کی کہ اس سے بچتا ہوں اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے اسکی عداوت پر گواہی دی ہے لہٰذا میں نے مخلوق سے عداوت چھوڑ کر اپنا سینہ صاف کر لیا۔

۷۔لوگوں کو دیکھا کہ روٹی کے ٹکڑے پر اپنے نفس کو ذلیل کر رہے ہیں ناجائز امور میں قدم رکھتے ہیں۔ میں نے ارشاد باری تعالیٰ دیکھا **وما من دآبة فی الارض الا علی اللہ رزقھا** (سورۃ ھود)

زمین پر چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمے نہ ہو۔ پھر میں نے ان باتوں میں مشغول ہوا جو اللہ کے حقوق میرے ذمے ہیں میں نے اس رزق کی طلب ترک کردی جو اللہ کے ذمے ہے۔

۸۔میں نے خلق کو دیکھا کہ کوئی کسی عارضی چیز پر بھروسہ کرتا ہے کوئی اپنی تجارت پر، کوئی اپنے پیشے پر، کوئی بدن کی تندرستی پر، کوئی اپنی طرح کی مخلوق پر تکیہ کرتا ہے میں نے خدا کی طرف رجوع کیا کہ یہ ارشاد پایا۔ **ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبه** (سورۃ طلاق)

جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اس کیلئے وہ کافی ہے۔

تو میں نے خدا پر توکل کیا وہی مجھے کافی ہے۔

شیخ بلخی نے فرمایا اے میرے پیارے شاگرد حاتم خدا آپکو ان کی توفیق نصیب کرے میں نے جو تورات، انجیل، زبور اور قرآن کے علوم کا مطالعہ کیا تو ان سب کی اصل جڑ آٹھ مسائل پر پائی۔ ان آٹھ مسائل پر عمل کرنیوالا چاروں آسمانی کتابوں کا عامل ہوا (بحوالہ احیاء العلوم غزالی)

میری امت کے علماء وفضلاء اور مری ملت کے مہکتے ہوئے پھولوا یسے ہی علم کے متعلق علی وجہ البصیرت کہا جاتا ہے کہ علم جنت کی راہ کا مینارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ علم کی بدولت قوموں کو عروج دیتا ہے علم کی وجہ سے عمل میں حسن آتا ہے فرشتے اہل علم کی رفاقت کا اشتیاق رکھتے ہیں۔ اپنے نورانی پروں سے ان کو چھوتے ہیں اور خشک وتر چیز ان کی بخشش کیلئے دعا کرتی ہے۔ سمندر میں مچھلیاں جنگلات کے درندے اور آسمان کے ستارے بھی اہل علم کیلئے مغفرت کی دعائیں کرتے ہیں۔ علم دل کی زندگی اور آنکھوں کا نور دل کی قوت ہے۔ علم آدمی کا محافظ ہے اسی علم کے ذریعے آدمی نیک لوگوں کی منزلیں پاتا ہے۔ اس علم کی روشنی میں اطاعت الٰہی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ یہی علم جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ ہے یہی علم ہماری کھوئی ہوئی عظمت وسطوت کی واپسی کی دلیل صادق ہے۔ یہی علم آدمی کا دنیا وآخرت میں صدیق حمیم ہے۔ ہمارے لئے اس واقعہ کے اندر ایک عظیم سبق ہے۔ کہ ہم اور خصوصا ہمارے علماء آج یہ دیکھیں کہ ان کے اندر یہ آٹھ چیزیں موجود ہیں؟

اگر موجود ہیں تو خوش نصیبی ہے اگر نہیں ہیں تو انہوں نے اس علم سے صحیح استفادہ نہیں کیا۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے بعض نام نہاد علماء نے خالق کو چھوڑ کر مخلوق پر تکیہ کیا ہوا ہے اور بعض چڑھتے ہوئے سورج کو سلام کرتے ہیں بڑے لوگوں کی پیشانیوں کو دیکھ کر مسئلے بتلاتے ہیں۔ حکمرانوں کی کرسی کو سلام کرتے ہیں جبکہ علماء کا کام تو یہ تھا "**افضل الجھاد کلمة الحق عندسلطان جائر**" کہ جابر حکمرانوں کے سامنے کلمہ حق کی صدائیں بلند کرتے۔

جسے اسلام کی عظمت پر کٹ مرنا نہ آتا ہو
مسلمانوں کے بیڑے کا کھویا ہو نہیں سکتا

حضرت حذیفہؓ نے فرمایا کہ اپنے آپ کو فتنے کی جگہ سے بچاؤ لوگوں نے پوچھا وہ کون سی جگہیں ہیں

تو فرمایا امیروں کے دروازے۔ امام سفیان ثوری فرماتے ہیں جہنم میں ایک جنگل ہے جس میں وہی عالم رہیں گے جو بادشاہوں کی زیارت کو جاتے ہیں۔

علماء کے شایان شان نہیں کہ دردر کی ٹھوکریں کھائیں اور کشکول گدائی لیکر پھرتے رہیں علماء کی شان اس سے بہت بلند ہے۔ علماء کو تو آسمان کے ستاروں سے تشبیہ دی جاتی ہے ستاروں کے تین فائدے ہیں۔

ا۔ اندھیری رات میں ان سے راستہ معلوم ہوتا ہے۔

۲۔ آسمان کی زینت ہیں۔

۳۔ شیطانوں کو چنگاڑے پڑتے ہیں۔ علماء بھی زمین پر تین اوصاف رکھتے ہیں۔

ا۔ گمراہی میں ان سے راہنمائی لی جاتی ہے۔

۲۔ زمین کی زینت ہیں۔

۳۔ جو لوگ حق وباطل میں امتزاج کرتے ہیں ان کیلئے تازیانوں کا کام دیتے ہیں۔

امام حسن بصری نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ علماء کے لکھنے کی سیاہی شہیدوں کے خون کیساتھ تولی جائے گی تو سیاہی خون سے بھاری نکلے گی۔

دنیا کے سارے تخت وتاج مل کر بھی علماء کے لکھے ہوئے ایک لفظ کا مقابلہ نہیں کرسکتے۔

مزید فرمایا **لولا العلماء لصار الناس مثل البھائم** ''اگر علماء نہ ہوتے تو لوگ جانوروں کی طرح ہوجاتے۔

علم کے مقابلے میں دنیا کیا ہے؟

سارے بادشاہوں کے تاج وتخت ملکر بھی علماء کے لکھے ہوئے ایک لفظ کا مقابلہ نہیں کرسکتے۔

علماء کو بھی احساس کمتری کا شکار ہونے کی بجائے حضرت علی کی زبان میں یہ کہنا چاہیئے۔

رضینا قسمة الجبار فینا
لنا علم وللجهال مال
فان المال یفنی عن قریب
وان العلم یبقی لایزال

ہم خدائے جبار کی قسمت پر راضی ہیں ہماری قسمت میں علم ہے اور جاہلوں کی قسمت میں مال ہے بیشک مال جلد فنا ہونے والا ہے۔ اور علم ہمیشہ باقی رہے گا۔

علماء کو چاہیئے کہ اپنی تمام امیدیں صرف اللہ سے وابستہ کریں اس کی طرف رجوع کریں اسی کی ذات پر توکل کریں اسی کے سامنے جبین نیاز جھکائیں۔ اسی کو اپنی کامیابی کیلئے پکاریں۔

عوام کی اصلاح کا درد ہروقت اپنے دل میں رکھیں۔ سیکھنے والوں سے پیار کریں۔ اصل دین (یعنی قرآن وسنت) کی دعوت دیں اتفاق واتحاد کو عملی جامہ پہنائیں اگر کسی سوال کا جواب نہ آئے تو غلط بتلانے کی بجائے معذرت کرلیں اس میں عالم کی کوئی توہین نہیں ہے۔ بلکہ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں

واللہ ان الذی یفتی الناس فی کل مایسئلونه لمجنون.

بخدا جو لوگوں کے ہرسوال مفتی بن کر جواب دئے جاتا ہے حقیقتا وہ مجنون ہے۔ اور یہ بات عقلا بھی محال کہ آدمی کو ہرقوم کے ہرسوال کا جواب آتا ہے۔

لیکن بعض علماء کا رویہ اس قسم اہے کہ اپنی تبلیغ و تقریر کے اندر کوئی اصلاحی بات نہیں بلکہ انتشار ہے اتحاد کی بجائے فرقہ واریت کی دعوت ہے اور بعض کا رویہ کل کے قصہ گو لوگوں کی طرح ہے کوئی عمل کی بات نہیں کوئی کام کی بات نہیں جو منہ میں آیا کہہ دیا قطع نظر اس کے کہ دین اسلام اس کی اجازت دیتا ہے یا نہیں۔

اور پھر اگر کوئی آدمی دوران خطاب یا بعد میں کوئی سوال کر بیٹھے پھر اس کی خیر نہیں یا تو خدا کار اس سائل کی زبان بند کردیں گے یا خطیب بے بدل تکبر میں آکر ایسی بات کریگا جس سے وہ بیچارہ نشانہ مذاق بن جائے گا۔ ایسے خطباء کے متعلق کسی نے کہا ہے

واعظوں میں یہ تکبر کہ الٰہی توبہ
اپنی ہر بات کو آواز خدا کہتے ہیں
ان کے ہر کام میں دنیا طلبی کا سودا
ہاں مگر وعظ میں دنیا کو برا کہتے ہیں
فرقہ بندی کی ہوا تیرے گلستان میں چلی
یہ وہ ناداں ہیں جو اسے باد صبا کہتے ہیں۔

حضرت عمر کی خطابت کا کون معترف نہیں ہے لیکن جب ان سے دوران خطاب سوال کیا جاتا تو رک کر اسے مطمئن کرتے پھر آگے چلتے اس لئے کہ جس کے دل میں خشیت الٰہی ہے وہ خوف خدا سے دبا اور جھکا ہوا ہوتا ہے وہ تول تول کر بولتا ہے۔ اور بول بول پر تولتا ہے۔ اور اسے یقین ہوتا ہے کہ دل کی نیت پر خدا کی نظر ہے اور زبان سے نکلنے والا ہر لفظ ریکارڈ ہورہا ہے۔ وہ لوگوں کی حقارت پر نہیں بلکہ ان کی اصلاح پر حریص ہوتا ہے۔

اللھم انا نسئلک علما نافعا فی الدنیا

لیکن بعض علماء کا رویہ اس قسم اہے کہ اپنی تبلیغ وتقریر کے اندر کوئی اصلاحی بات نہیں بلکہ انتشار ہے اتحاد کی بجائے فرقہ واریت کی دعوت ہے اور بعض کا رویہ کل کے قصہ گولوگوں کی طرح ہے کوئی عمل کی بات نہیں کوئی کام کی بات نہیں جو منہ میں آیا کہہ دیا قطع نظر اس کے کہ دین اسلام اس کی اجازت دیتا ہے یا نہیں۔ اور پھر اگر کوئی آدمی دوران خطاب یا بعد میں کوئی سوال کر بیٹھے پھر اس کی خیر نہیں یا تو خدا کار اس سائل کی زبان بند کردیں گے یا خطیب بے بدل تکبر میں آکر ایسی بات کریگا جس سے وہ بیچارہ نشانہ مذاق بن جائے گا